سود

حرمت - خباثتیں - اشکالات

انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی (رجسٹرڈ)

قرآن اکیڈمی خیابانِ راحت' درخشاں' ڈیفنس فیز VI' کراچی

فون نمبر: 23 - 5340022' فیکس: 5840009

ای میل: karachi@quranacademy.com

ویب سائیٹ: www.quranacademy.com

نام کتاب ———— **سود** حرمت-خباثتیں-اشکالات

طبع اوّل تا چہارم ———— 16000

طبع پنجم (نومبر 2002ء) ———— 1000

زیرِ اہتمام ———— شعبۂ تعلیم و تدریس
انجمن خدّام القرآن سندھ' کراچی

مقام اشاعت ———— قرآن اکیڈمی' 55 - DM'
درخشاں' فیز VI ڈیفنس' کراچی

~~پیشکش pdf format~~ از www.hamditabligh.net

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں' فیز 6' ڈیفنس فون: 23 - 5340022

2- 11 - داؤد منزل' نزد فریسکو سوئیٹ' آرام باغ فون: 2216586 - 2620496

3- حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال' بلاک 13-C' گلشنِ اقبال فون: 65-4993464

4 - قرآن مرکز' نزد مسجد طیبہ' سیکٹر 35/A, زمان ٹاؤن' کورنگی نمبر 4

5- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل' بلاک ''K''، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

6- C-113، مادام اپارٹمنٹس، شاہراہِ فیصل' نزد چھوٹا گیٹ' ایئر پورٹ' فون: 4591442

7- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل بی ایریا بلاک 9

8- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن فون: 66901440

9- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

انتساب

ان باہمت حضرات وخواتین کے نام

جوحکمِ قرآنی

وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (حج:78)

پرعمل کرتے ہوئے اور

اپنی بہترین صلاحیتیں لگاتے ہوئے

نظامِ باطل کے خاتمے اور دینِ حق کے غلبے کے لئے

مال وجان سے جہاد کررہے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فہرست

1	پیشِ لفظ	1
2	پاکستان میں انسدادِ سود- کاوشیں اور حکومتی کردار	3
3	ربٰوا کیا ہے؟	8
4	حرمتِ سود -- آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں	9
5	حرمتِ سود -- احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	12
6	سود کی خباثتیں	14
7	اعتراضات اور جوابات	24
8	لائحۂ عمل	36

پیشِ لفظ

24 جون 2002ء کا دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے 14 نومبر 1991 کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے حوالے سے تیس برس کی محنتوں کو بالکل zero کر دیا۔حالانکہ دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عقائد کے اعتبار سے بدترین گناہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ (بغیر توبہ کے) کبھی معاف نہیں فرمائے گا (النساء: آیات 48 اور 116) اور عمل کے اعتبار سے قبیح ترین گناہ سودی لین دین ہے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے (البقرہ: آیت 279)

سپریم کورٹ کا فیصلہ حکومتِ وقت کی خواہشات کے عین مطابق اور اس کی طرف سے دباؤ کا نتیجہ ہے۔لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص دینی و مذہبی حلقوں کی طرف سے اس فیصلہ کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کوئی احتجاج نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بحیثیتِ مجموعی ہماری دینی غیرت و حمیت بالکل مر چکی ہے۔لہٰذا انتہائی ضروری ہے کہ:

i – مسلمانانِ پاکستان کی غیرتِ دینی کو بیدار کیا جائے
ii – سود کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے
iii – سود کی خباثتوں اور تباہ کاریوں سے ان کو آگاہ کیا جائے
iv – سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے

جنہوں نے بہت سے ذہنوں میں انتشار پیدا کر دیا ہے

یہ کتاب مندرجہ بالا مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے۔اس کتاب کی تیاری میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف نے حسبِ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے:

تفاسیر: (i) بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانویؒ
(ii) معارف القرآن از مولانا مفتی محمد شفیعؒ
(iii) تفہیم القرآن از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
(iv) احسن البیان از مولانا صلاح الدین یوسف

کتب: (i) سود کی متبادل اساس از شیخ محمود احمد مرحوم
(ii) مسئلۂ سود اور غیر سودی مالیات از محمد اکرم خان
(iii) پاکستان کی معیشت سے سود کے خاتمے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا خلاصہ از ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن
(iv) اسلامی بینکاری (انگریزی) از ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی
(v) پاکستان میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار اور ان کا اثر و رسوخ (خطاب) از ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں وہ دن نصیب فرمائے جب اسلامی جمہوریہ پاکستان واقعی اسلامی مملکت بن جائے۔آمین

نوید احمد
اکیڈمک ڈائریکٹر
انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

پاکستان میں انسدادِ سود
کاوشیں اور حکومتی کردار

1969 :

اسلامی مشاورتی کونسل نے ڈھاکہ میں اپنے اجلاس منعقدہ دسمبر 1969ء میں اسٹیٹ بینک کے استفسار پر ملک میں رائج نظامِ بینکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں، سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈز، پوسٹل لائف انشورنس اسکیم وغیرہ کو سودی قرار دیا اور علماء وماہرین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز دی جو غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لئے سفارشات مرتب کر سکے۔

1973 :

دستورِ پاکستان کی دفعہ 37 میں طے کیا گیا کہ ملک کی اقتصادیات کو سودی لین دین سے جلد از جلد پاک کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔ دستور میں واضح طور پر کہا گیا کہ 9 سال کے عرصہ میں ملک کے پورے قانونی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔

1977 :

29 ستمبر کو صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لئے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض کیا۔ کونسل نے نامور ماہرینِ اقتصادیات اور بینکاروں پر مشتمل ایک 15 رکنی پینل قائم کیا جس نے شب و روز محنت کر کے سفارشات مرتب کیں۔

1980 :

25 جون 1980 کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی لیکن

اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کوشش سے اس رپورٹ کو استفادۂ عام کے لئے شائع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ صدیقی ٹرسٹ (المنظر اپارٹمنٹس، ۴۵۸ گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی) نے شائع کیا۔

1981 :

ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی لیکن یہ پابندی لگا دی گئی کہ دس سال تک ملک کے مالی معاملات عدالت کے دائرہ کار سے باہر رہیں گے۔

سود کے متبادل کے طور پر بینکوں میں مارک اپ اور *PLS* کھاتوں کے نام سے نظام قائم کیا گیا جسے علماء کرام نے سود ہی کی ایک صورت قرار دیا۔

1988 :

15 جون 1988 کو صدر ضیاء الحق نے نفاذِ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا اور پروفیسر ڈاکٹر احسان رشید (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے ایک سال تک کام کیا مگر بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں اس آرڈیننس کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور یہ کمیشن بھی ختم ہو گیا۔

1991 :

نواز شریف کے حکم سے ایک کمیٹی پروفیسر خورشید احمد کی سربراہی میں غیر ملکی قرضوں سے نجات اور خود انحصاری کے لئے قائم کی گئی جس نے ایک قلیل عرصے میں خاصا کام کر کے اپنی رپورٹ 10 اپریل 1991 کو پیش کی۔

11 مئی 1991 کو نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لئے گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے خاصا کام کیا مگر پھر بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں اس کمیشن کا کام تعطل کا شکار ہو گیا۔

نواز شریف نے اپنے اس پہلے دورِ حکومت میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں

ایک کمیٹی کو غیر سودی معیشت کے لئے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا۔اس کمیٹی نے بھی اپنی مرتب کردہ سفارشات پیش کیں۔

14 نومبر 1991 کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمٰن کی سربراہی میں طویل سماعت کے بعد Bank Interest کو ربوٰا قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی تاکہ وہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کردے۔عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت، وکلاء اور علماء پیش ہوئے۔

نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہوسکی لہٰذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔

1997:

23 فروری 1997 کو نواز شریف حکومت نے ملک سے سود کے خاتمے کے لئے راجہ ظفرالحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہوسکی۔

1999:

سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991 کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر 1999 کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی اور حکومت کو خاتمۂ سود کے لئے 30 جون 2001 تک کی مہلت دی۔حکومت نے رازداری سے اس فیصلہ کے خلاف ایک سرکاری بینک UBL کے ذریعہ نظرِ ثانی کی اپیل دائر کردی۔

2001:

جون میں حکومت نے UBL کے ذریعہ سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمہ کے لئے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی۔

2002:

ماہِ مئی کے اوائل میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ اب حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو Bank Interest کو ربوٰا نہیں سمجھتے۔ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس موقف پر حسبِ ذیل اخباری اشتہار کے ذریعہ اپنے ردِّ عمل کا اظہار کیا:

’’ ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کر رہی ہیں، اور دوسری جانب ہماری حکومت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے کے لئے نت نئی چالیں سوچ رہی ہے‘‘!!!

پاکستان کی دینی و مذہبی قیادت

ایڈووکیٹ جنرل پاکستان کے اس بیان کا سنجیدگی سے نوٹس لے کہ:

’’اوّلاً امتناعِ سود کے ضمن میں نظرِ ثانی کی اپیل پر زور دیا جائے گا اور ایسے ’علماء‘ کی آراء سے استفادہ کیا جائے گا جو بینک کے سود کو ’’ربٰوا‘‘ نہیں سمجھتے اور ثانیاً بعض ایسے مسلم ملکوں کی مثالوں سے راہنمائی حاصل کی جائے گی جہاں غیر سودی کے ساتھ ساتھ سودی بینکنگ بھی جاری ہے‘‘

اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرے کہ 30 جون سے پہلے پہلے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے!!

واضح رہے کہ اس موقع پر علماء و مشائخ اور دینی و مذہبی جماعتوں کی خاموشی سے ان پر سورۂ مائدہ آیت 63 کے یہ الفاظ صادق آجائیں گے کہ:

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ

’’کیوں نہیں روکتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے‘‘!

بدقسمتی سے ملک کی دینی و مذہبی قیادت نے ڈاکٹر صاحب کی اپیل پر کوئی توجہ نہ دی اور حکومت نے اگلے قدم کے طور پر عالمی سطح کے معروف عالمِ دین اور فقیہ جسٹس تقی عثمانی صاحب کو بغیر کوئی وجہ بتائے سبکدوش کر دیا اور ان کی جگہ دو غیر معروف حضرات کو سپریم کورٹ کی شریعت ایپلٹ بنچ کا جج مقرر کر دیا۔

6 جون سے سپریم کورٹ کے شریعت ایپلٹ بنچ نے UBL کی طرف سے دائر کردہ نظرِ ثانی کی اپیل کی سماعت شروع کی۔ سپریم کورٹ کے قواعد کے مطابق کسی فیصلہ کے خلاف نظرِ ثانی کی اپیل کی سماعت وہی بنچ کر سکتا ہے جس نے وہ فیصلہ دیا ہو لیکن سپریم کورٹ نے اس قاعدے کی خلاف ورزی کی اور ایک ایسے بنچ نے اپیل کی سماعت کی جو سرے سے اس کا مجاز ہی نہ تھا۔ دینی جماعتوں کے وکلاء نے پہلے روز بنچ کی تشکیل کے حوالے سے یہ اعتراض اٹھایا اور عدالت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وہ سماعت سے قبل ان تمام فریقوں کو نوٹس دے جو اس سے قبل اس معاملہ میں فریق رہے ہیں۔ عدالت نے جواب دیا کہ وہ پہلے اپیل کے قابلِ سماعت ہونے کا جائزہ لے گی اور پھر سماعت شروع کرے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

سماعت کے دوران سرکاری وکلاء نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف چند نئے نکات اٹھائے۔ عدل کا تقاضا تھا کہ ان نکات کے جواب تیار کرنے اور پھر تفصیلی سماعت کے لئے عدالت علماء اور دینی جماعتوں کے وکلاء کو وقت دیتی لیکن عدالت نے عجلت سے کام لیتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

ربٰوا کیا ھے؟

قرآنِ حکیم میں میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ ‘‘

اور اگر تم (سود سے) باز آ جاؤ تو تمہارے لئے ہے تمہارا اصل مال (Principal)

(سورۂ بقرہ آیت 279)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً فَھُوَ رِبٰوا ‘‘

قرض پر لیا گیا اضافہ رِبٰوا ہے

(الجامع الصغیر بحوالہ معارف القرآن)

اس آیتِ قرآنی اور ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں فقہاء نے رِبٰوا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

’’ ھُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْہِ الْاَجَلُ
وَ زِیَادَۃُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ ‘‘

ایسا قرض جو کسی میعاد کے لئے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا

(احکام القرآن از امام جصّاص)

حرمتِ سود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

1 - سورۃ الروم آیت:39 نزول 6 نبویؐ

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلاَ یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ ج
وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ O

تم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر تا کہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے۔

2 - سورۂ آلِ عمران آیت:130 نزول 3 ہجری

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَاْکُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً ص وَاتَّقُوا اللّٰہَ
لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ O وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ O

اے ایمان والو مت کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو سکو۔ بچو اُس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

3- سورۃ النساء آیات: 160 - 161 نزول 5 ہجری

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَ بِصَدِّ ھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًاO وَاَخْذِھِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُھُوْا عَنْہُ وَاَکْلِھِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًاO

پس یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں جو پہلے ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے بہت زیادہ اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے حالانکہ اُن کو اس سے منع کیا گیا تھا اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے دردناک عذاب۔

4 - سورۃ البقرہ آیات: 275 - 276 نزول 9 ہجری

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لاَ یَقُوْمُوْنَ اِلاَّ کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذَالِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَاسَلَفَ ط وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَO یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰہُ لاَ یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍO

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھیں گے (روزِ قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ

نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر سود لے گا وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے اللہ خیرات کو اور اللہ پسند نہیں کرتا ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو۔

5 – سورۃ البقرہ آیات:278 - 281 نزول 9 ہجری

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَO فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَO وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَO وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَO

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لئے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقروض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیئے سہولت ہونے تک اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔

حرمتِ سود

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

1- عَنْ جَابِرٍؓ، قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہؐ نے لعنت فرمائی سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپؐ نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا سودخوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ دِرْهَمُ رِبًا يَّاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّ ثَلٰثِيْنَ زِنْيَةً (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ "اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ ؟ قَالَ "اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ" وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ وہ کون سے سات گناہ ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق کسی کو قتل کرنا اور سود کھانا اور

یتیم کا مال کھانا اور (اپنی جان بچانے کے لئے) جہاد میں لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جانا اور اللہ کی پاک دامن بھولی بھالی بندیوں پر زنا کی تہمت لگانا ''۔

5 – عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرَئِيْلُ ؟ قَالَ هٰؤُلَآءِ اَكَلَةُ الرِّبٰوا (ابن ما جه)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سودخور لوگ ہیں۔

6 – عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ رَأَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ رَجُلًا يَسْبَحُ فِیْ نَهْرٍ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَسَاَلْتُ مَا هٰذَا ! فَقِيْلَ لِیْ اٰكِلُ الرِّبٰوا (مسند احمد

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے نبیؐ نے فرمایا معراج کی رات میں نے دیکھا ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے! مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے۔

7 – عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰی قَلٍّ (ابن ما جه ، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔

8 – عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيَاْتِيَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا اٰكِلَ الرِّبٰوا فَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ غُبَارِهٖ (ابن ما جه)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے اللہ کے رسولؐ سے مروی ہے کہ یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہو گا، جو خود سود نہ کھاتا ہو گا تو اس کا غبار ضرور اس کے اندر پہنچے گا۔

سود کی خباثتیں

جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوشحالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کا مفہوم سمجھانے کے لئے کافی ہے۔ ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے :

1- محنت کی ناقدری - سرمائے کی برتری :

دنیا میں ہر کام کے لئے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کا تعلق صنعت وحرفت سے ہو یا زراعت وتجارت سے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافہ کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ یہ صورتِ حال عقل، منطق، اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

2- تہذیب و تمدن کا قتل :

سودی نظام کا عملی اطلاق (Application) دراصل انسانیت پر سرمائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرافت، ہمدردی، رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جا رہی ہے اور لالچ، حرص، لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤثر اور توانا جذبے بنتے جا رہے ہیں۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، وسائل یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خودکشی پر اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری' بھوک' افلاس سے کراہ رہا ہو یا بیروزگار اپنی زندگی سے بیزار ہو' سودخور کی شقاوت وسنگدلی کا یہ عالم ہوتا ہے

کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

3- دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری :

سود خور محض مال دے کر بغیر کسی محنت ومشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک غالب حصے میں شریک ہوجاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مدت (Long Term Period) میں سود کی ادائیگی کی نظر ہوجاتا ہے۔

4- خود غرضی و مفاد پرستی :

سود خور کو کیوں کہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے، چنانچہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خودغرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری (Market Decline) کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا روپیہ کھینچ لیتا ہے اور قلتِ سرمایہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سود خور کی خودغرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی و قومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اس وقت کل بیرونی قرضہ 40 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور چند پاکستانیوں کی بیرونِ ملک بینکوں میں جمع شدہ رقم 100 بلین ڈالر سے زائد ہے۔ مسلم ممالک پر کل بیرونی قرضہ اس وقت 700 بلین ڈالر ہے جبکہ مسلم ممالک کے امیر افراد کے 1000 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بینکوں میں رکھا ہوا ہے۔

5- سودی قرضہ - نقصان کا پیش خیمہ :

دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں خطرات (Risks) نہ ہوں، لیکن کسی کاروبار کے لئے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کاروباری خطرہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماً ایک مقررہ شرح پر سود ادا کرنا ہوتا ہے، خواہ کاروبار میں منافع ہو یا نہ ہو۔

6- ناجائز منافع خوری :

سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات (Risks) اور ادائیگیوں (Payments) کے لئے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمائے سے کرتے ہیں، حد سے زائد منافع کمانے کا موقع میسر آجاتا ہے۔

7- مہنگائی میں اضافہ :

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کے لئے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لئے خام مال فراہم کرنے والے، اشیاء تیار کرنے والے ، اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے، سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کررہے ہوں تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر 1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ Structural Adjustment Programme کا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا اور نتیجتاً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

8- اشیاء کے کرائے میں اضافہ :

سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہوجاتا ہے خواہ وہ زمین، دکان، مشینری، کارخانہ یا ذرائع حمل ونقل ہوں، کیونکہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکست وریخت (Wear & Tear) کے اخراجات (Depreciation)

کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔

9- محنت کشوں کا استحصال :

منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینا بھی ہے۔سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لئے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہو جاتے ہیں۔نتیجتاً مزدوروں کو ان کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔مزدوروں میں کمی (Downsizing) اور تنخواہوں میں کمی (Cut Short) کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے۔

10- بے روزگاری میں اضافہ :

بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز (Keynes) نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیتِ کار (Productivity) کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لئے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بیروزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزومند ہوتے ہیں انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ان میں سے ہر اک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ پھر چھوٹے کاروبار کے لئے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

11- اشیاء کی طلب (Demand) میں کمی :

سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب (Demand) اور

رسد (Supply) کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

12- بچتوں اور سرمایہ کاری (Investment) پر منفی اثرات :

سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہے۔سود براہ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ لوگوں کی قوتِ خرید (Purchasing Power) کو متاثر کرتا ہے جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں 1965ء میں شرحِ سود 5 فیصد اور بچتوں کی شرح 13 فیصد تھی۔اس کے برعکس 1985ء میں شرحِ سود 16 تا 17 فیصد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فیصد تھی۔بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

13- سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر:

سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جا سکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر (Exploration) رک جاتی ہے۔

14- پیداوار کی تحدید :

منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ رہتا ہے۔اس خطرے کو ٹالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیاء کی پیداوار کو محدود کیا جائے۔اس مقصد کے لئے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا جس سے منافع کی بلند ترین سطح ممکن ہو سکے۔امریکہ میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیداوار کو کم کرنے پر خرچ کئے جاتے ہیں۔اتنی بڑی رقم کیوں کہ فاضل نہیں ہوتی چنانچہ یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیادہ

عبرتناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

15- سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا :

سرمایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے Bank Reserve کا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس قدر Reserve زیادہ ہوگا، سرمائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہوگی۔ مزید یہ کہ بے روزگاری اور قیمتوں میں اضافے سے بچتوں پر منفی اثر ہوتا ہے جس سے سرمائے کی فراہمی ویسے ہی محدود ہو جاتی ہے۔

16- حکومت کے آمدنی سے زیادہ اخراجات :

سرمایہ دار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے حکومتوں کو باور کراتا ہے کہ کساد بازاری (جو کہ سود کا ہی استحصالی مظہر ہے) میں اضافہ حکومت کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہذا لوگوں کو روزگار مہیا کرنے اور ان کی قوتِ خرید بڑھانے کے لئے حکومت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہئیں۔ دنیا کی بیشتر حکومتیں (بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں۔ اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لئے انہیں سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لئے جاتے ہیں جن کا بوجھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

17- افراد، تعمیری اداروں اور ملکی آمدنی کے کثیر حصے پر سرمایہ داروں کا قبضہ :

حکومتوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے بعد سرمایہ دار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری اداروں کی آمدنی کے ایک کثیر حصے کا مالک بن جاتا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیر حصہ پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر سال کھربوں روپیہ قرض لیا جاتا ہے اور اربوں

روپیہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

18- ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ :

حکومت وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اور لازمی سہولیات (Utilities) کی قیمتوں میں اضافہ کر کے وسائل کا حصول نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لہذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بوجھ بھی عام آدمی پر ڈال دیا جاتا ہے۔

19- گردشِ دولت (*Circulation of Wealth*) پر منفی اثرات :

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لئے گردشِ دولت کے عمل کا بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے یعنی مردہ مال (Dead Money) کم سے کم ہونا چاہئے اور زندہ مال (Active Money) زیادہ سے زیادہ۔ مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں معاشی شرحِ افزائش 1980 میں 6.5 فیصد تھی۔ 1988 میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990 میں یہ شرح 4.6 فیصد ہو گئی اور اب عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ مزید تعاون کے نتیجے میں یہ شرح صرف 3.3 فیصد رہ گئی ہے۔

20- ملک و قوم کے لئے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی :

سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لئے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگر چہ

ملک وقوم کے لئے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یا جو رائج الوقت شرحِ سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔ حالیہ بجٹ (برائے سال 2002 - 2003) میں تعلیم کے لئے بجٹ کا ایک فیصد' صحت کے لئے 0.3 فیصد اور سودی قرضوں کی ادائیگی کے لئے 39 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

21- اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات :

سودی معاشی نظام میں سودخوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔ لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ملک وقوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر، ان کی محنت ومشقت کے ثمرات کو غصب کر کے اور انھیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ یوں ایک عظیم اکثریت کی بدحالی کچھ لوگوں کی خوشحالی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بقول اقبال :

ظاہر میں تجارت ہے' حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات

22- معاشرتی عدم استحکام :

سود کی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔ معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیمِ دولت (Unequal Distribution of Wealth) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (Class Distribution) پیدا ہوتی ہے جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی

ہے۔ سودخور سرمایہ داروں اور عوام الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بدامنی کا شکار ہوجاتا ہے۔ چوریاں' ڈاکے' اغوا' قتل وغارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ مہینوں میں ارجنٹائن میں بدامنی اور انتشار کی کیفیت اور امریکہ، آسٹریلیا اور یورپ میں عالمی مالیاتی اداروں کے خلاف زبردست اور پرتشدد مظاہرے اسی بدامنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

23- کیمونزم کی مصیبت :

سودی استحصال کے خلاف جب محروم طبقات آواز اٹھاتے ہیں تو سودخور انتہائی مسکین صورت اختیار کر لیتے ہیں اور منافع کو جو کہ سود کے استحصال کا ظاہری مظہر ہے، تمام معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً سرمایہ داری کے خلاف ردِّعمل سود کے خلاف مؤثر اقدام کے بجائے کیمونزم کی راہ اختیار کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کی ذاتی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے۔ تمام چیزیں بشمول زمین، مکان، دوکان، کارخانے وغیرہ قومیا (Nationalize کر) لیے جاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ بینکوں میں پڑی سودخوروں کی رقم نہ تو قومیائی جاتی ہے اور نہ اس پر سود کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کر لیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہوسکیں گی۔ گویا قصور سرمایہ دار کرتا ہے اور سزا سب انسانوں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری' سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کر کے جبری مساوات کے شکنجہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

24- بین الاقوامی کشیدگی میں اضافہ :

ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے کرنسی کی قدر میں کمی (Devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے تا کہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقابلے میں کم کر کے برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔ مگر کیوں کہ دیگر ممالک

بھی اس عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا ۔ اس کے نتیجے میں بسا اوقات مختلف ممالک کے درمیان کشیدگی (Tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی سی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

25- عبرتناک بے بسی :

سرمایہ دارانہ سودی نظام سے متأثر ماہرینِ معاشیات موجودہ معاشی تباہ کاریوں کا علاج اور حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمہ سود ختم کئے بغیر ممکن نہیں۔ مگر چونکہ سود کو دور کرنا انہیں منظور نہیں اسی لئے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے تجویز کردہ بے روزگاری کے تمام علاج گرانی بڑھانے والے اور گرانی کے تمام علاج بے روزگاری بڑھانے والے ہیں۔ لہٰذا عصرِ حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرینِ معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرتناک بھی۔

26- سب سے بڑا خسارہ :

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دو دھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔ اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر عیش تو کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔ پھر حدیثِ نبویؐ کے مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے (مسند احمد)۔ دوسری طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بیگانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیثِ نبویؐ اِنَّ الْفَقْرَ يَكَادُ يَكُوْنُ كُفْرًا (بیشک قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچ جائے) کے مصداق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

اعتراضات وجوابات

پہلا اعتراض :

سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لئے ہے نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تاجروں کے لئے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔

جواب :

سورۃ البقرہ آیت: 278 میں حکم ہے کہ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے۔ اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربٰوا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے بلکہ ہر قسم کے ربٰوا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ آیت: 280 میں فرمایا گیا کہ قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو۔ اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگدست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا صنعت کار کے لئے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا مال کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لئے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو۔ فقراء اور مساکین کے لئے تو زیادہ مناسب ہے کہ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔

ربٰوا کی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرہ میں نازل ہوئیں ان میں سے آیت: 280 میں فرمایا گیا لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ - نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ لہٰذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نوعِ انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بینک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں؟ بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالِ تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں ۔ لہٰذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اور غرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ پھر کیا

قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بینک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں۔ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بینک) کے نفع کی ضمانت ہو اور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

بینک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔مثلاً حکومت بینکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصّہ دفاع اور غیر ترقیاتی کاموں کے لئے ہوتا ہے۔اسی طرح عام شہری بھی بینکوں سے مکانات کی تعمیر، سواریوں کے حصول، گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسومات وغیرہ کے لئے قرض لیتے ہیں۔

دوسرا اعتراض :

سورہٗ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چوگنا ربوٰا نہ لو۔گویا مناسب ربوٰا لینا جائز ہے۔

جواب :

سورہٗ آلِ عمران کی یہ آیت جنگِ احد کے بعد ۳ ہجری میں نازل ہوئی۔اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دور کے لئے تھا۔سود کی ممانعت کا حتمی حکم ۹ ہجری میں سورۃ البقرہ آیات 275 - 280 میں نازل ہوا۔سورۂ آلِ عمران کی اس آیت میں عبوری دور کے لئے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود در سود لینا چھوڑ دو۔کسی ایسے حکم کو جو عبوری دور کے لئے ہو قانون یا دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ مثلاً شراب کی حرمت کے حوالے سے کوئی سورہ ٔ نساء کی آیت 43: کو دلیل نہیں بنا سکتا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی۔(نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو)۔کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا۔سود کی ممانعت کے حوالے سے حتمی حکم سورۃ البقرہ آیت 278 میں ہے کہ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا جو

کچھ سود میں سے رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔قرض دار صرف اصل زر (Principal) واپس لینے کا حقدار ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ یعنی تمہارے لئے صرف اصل زر ہے۔اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ - نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

مزید براں آیت میں ''بڑھتا چڑھتا سود نہ لو'' کے الفاظ مرکب سود کی شناعت اور خباثت ظاہر کرنے کے لئے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لئے۔سورہ ٔ مائدہ آیت: 44 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو''۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلہ میں خواہ کتنی ہی دنیا کما لی جائے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ کی آیات کے بدلہ میں تھوڑی قیمت لینا حرام اور زیادہ قیمت لینا جائز ہے۔

سورۂ آلِ عمران آیت: 130 کو دلیل بنا کر اگر کوئی سودِ مفرد کو جائز سمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سودِ مرکب ہی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

تیسرا اعتراض :

بینکوں کا کام ربوٰا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

جواب:

بینک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے، نفع کے حصول کے لئے ذہنی وجسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشہ (Risk) ہوتا ہے۔ بینک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔بینک دیے گئے قرض پر لازمی اضافہ کا طلب گار ہوتا ہے اور یہ ہی ربوٰا ہے۔

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے الجامع الصغیر سے ربوٰا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبویؐ نقل کیا ہے:

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰوا   قرض پر لیا گیا اضافہ رِبوٰا ہے

لہذا بینکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربوٰا کے زمرے میں آتا ہے۔اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بینکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔جو لوگ جانتے بوجھتے بینک کے ربوٰا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورۂ بقرہ آیت:275 میں اس طرح سے آیا ہے قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (انہوں نے کہا کہ بیع بھی ربوٰا کی طرح ہے)۔ جواب میں اللہ نے فرمایا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو کفّار کہا گیا ہے۔لہذا بقول مولانا اشرف علی تھانویؒ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھا اعتراض :

تجارتی / صنعتی قرضوں پر سود ربوٰا کے زمرے میں نہیں آتا۔

جواب :

قرض تجارتی ہو، صنعتی ہو یا ذاتی ضرورت کے لئے ہو اگر اس کے معاملے میں مقروض سے اضافہ وصول کیا جا رہا ہے تو یہ ربوٰا ہے اور مقروض پر ظلم ہے۔صرفی قرضوں کی طرح تجارتی اور صنعتی قرضوں میں بھی دو اعتبارات سے ظلم کا اندیشہ ہوتا ہے:

1- جو صنعت کار یا تاجر بینک سے سودی قرض لیتے ہیں وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مال تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔اس سے جو مہنگائی ہوتی ہے اس کا بوجھ صارفین پر آتا ہے۔

2- صنعتی یا تجارتی قرض لینے والے کو بعض اوقات نقصان ہو جاتا ہے لیکن اسے بینک کو

قرض کے ساتھ لازمی اضافہ پھر بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ ظلم ہے۔

پانچواں اعتراض :

اللہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، میں تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹاؤں گا۔

جواب:

اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔اللہ نے اپنے لئے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لئے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لئے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ فاضل سرمایہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوعِ انسانی کے لئے رحمت کا سامان کرے گا، لہذا اللہ اس خرچ کو اپنے ذمہ قرض قرار دے کر گویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روزِ قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا جبکہ دنیا میں جو لوگ سود لیتے ہیں وہ درحقیقت نوعِ انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

چھٹا اعتراض :

ربوٰا کے فیصلے کو حکومتی مشینری کے ذریعہ نافذ کرنا سنت نبویؐ کے خلاف ہے۔

جواب :

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریمؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں سود کی حرمت کے قانون کو رائج کرتے ہوئے فرمایا یہ قانون پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح و فلاح کے لئے ہے لہذا اس کا اطلاق نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں پر بھی ہوگا۔ آپؐ نے فوری طور پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کے سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ لہذا یہ کہنا

درست نہیں کہ سود کی ممانعت کے لئے ریاستی مشینری کا استعمال سنت کے خلاف ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ نے تفہیم القرآن میں بیان فرمایا کہ سورۃ البقرہ کی آیت 279 کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔عرب کے جو قبیلے سود کھاتے تھے‘ اُن کو نبیؐ نے اپنے عُمّال کے ذریعہ آگاہ فرمادیا کہ اگر اب وہ اس لین دین سے باز نہ آئے‘ تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خودمختاری دی گئی‘ تو معاہدے میں تصریح کردی گئی کہ اگر تم سودی کاروبار کروگے‘ تو معاہدہ فسخ ہوجائے گا اور ہمارے تمہارے درمیان حالتِ جنگ قائم ہوجائے گی۔ آپؐ نے جب اہلِ طائف سے امن کا معاہدہ کیا تو اس میں سودی لین دین کے خاتمے کی شرط لگائی۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے (ابن کثیر)۔

ساتواں اعتراض :

نبیؐ کے زمانے اور ہمارے زمانے کے سود میں فرق ہے۔اس زمانے میں کاروباری سود نہ تھا۔

جواب :

اسلام جب کسی شے کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں۔چنانچہ کیا شراب کی نئی اقسام ، جُوے کے نئے طریقے ، فحاشی کی جدید شکلوں اور سُوّروں (Pigs) کی نئی اقسام کو صرف اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ نبیؐ کے زمانے میں یہ سب موجود نہ تھے۔البتہ نبیؐ کے زمانے میں بھی کاروباری مقاصد کے لئے سودی قرضوں کا لین دین ہوتا تھا۔طائف کے علاقے میں یہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر ہوتا تھا۔نبی کریمؐ کی نبوت کے ظہور سے قبل حضرت عباس بن عبدالمطلب ،حضرت خالد بن

ولید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سود پر کاروباری قرضے دیا کرتے تھے۔

آٹھواں اعتراض :

باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔

جواب :

قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر (چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لئے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلال وحرام ہونے کا معیار نہیں۔کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

نواں اعتراض :

قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربٰوا کہلاتا ہے۔

جواب :

یہ ربٰوا کی خودساختہ تعریف ہے کہ” قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ ربٰوا کہلاتا ہے“۔قرض پر لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ ربٰوا ہے اور اس کا مہلت سے کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ البقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِكُمْ یعنی اگر تم سود سے توبہ کرلو تو تمہارے لئے صرف اصل زر ہے۔اس سے قبل نبی اکرمؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰوا (قرض پر لیا گیا اضافہ رِبٰوا ہے)۔ اس ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں فقہاء نے رِبٰوا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِيْهِ الْاَجلُ وَ زِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ

ایسا قرض جو کسی میعاد کے لئے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے

ساتھ ادا کرے گا (امام جصّاص فی احکام القرآن)

دسواں اعتراض :

ربٰوا کے بارے میں شرعی عدالت کا فیصلہ نا قابلِ عمل ہے اور یہ ملک میں انارکی کا باعث ہوگا۔

جواب :

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا ربٰوا کے حوالے سے فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت کے مطابق فیصلے کا نفاذ نا قابلِ عمل ہے، شریعت پر عدم اعتماد اور کلمۂ کفر ہے۔ سورۂ آلِ عمران آیت: 130 میں سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں حرمتِ سود کا حکم نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ کا قول ہے: ''سود کو حلال سمجھنے والے مرتد اور صرف لینے والے اسلامی حکومت کے باغی ہیں''۔ لہٰذا سود کے خاتمہ سے متعلق قرآن وحدیث کے احکامات کو نا قابلِ عمل کہنا نہ صرف کفر ہے بلکہ انسانوں کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا اعلان ہے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ اللہ کے احکامات کے نفاذ کی وجہ سے زمین اور آسمان سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ظاہر ہوں گی (المائدہ آیت 66)۔ مسلمانانِ پاکستان کی اکثریت کی بے عملی کی وجہ دین کے احکامات سے بغاوت نہیں بلکہ لاعلمی اور غفلت ہے۔

اگر تسلسل کے ساتھ تمام ذرائع ابلاغ سے سود کی حرمت، دنیا میں سود کی وجہ سے ظاہر ہونے والی خباثتیں اور آخرت میں اس گناہ کی بری سزا سے آگاہ کیا جاتا رہے تو لازماً لوگوں کی دینی غیرت بیدار ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کر لیں گے۔

سود کے خاتمہ سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ کئی طرح کے مسائل حل ہوں گے۔ مثلاً وفاقی بجٹ برائے سال 2002 - 2003 میں اندرونِ ملک سود کی ادائیگی کے لئے

191.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 25.8 فیصد ہیں۔ اگر سودی لین دین کو ختم کر دیا جائے تو ہم کتنے بڑے قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں گے اور بجٹ کا 162 ارب کا خسارہ نہ صرف پورا ہو جائے گا بلکہ اضافی رقم بھی دستیاب ہوگی۔

گیارھواں اعتراض :

علمائے کرام متبادل کے طور پر بلاسود معیشت کا ایک نظام قائم کر کے دکھائیں۔

جواب :

غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لئے گزشتہ برسوں میں حکومتِ پاکستان کی زیرِ نگرانی کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کی تیار کردہ رپورٹس حکومت کے پاس موجود ہیں۔ ان کمیٹیوں میں علمائے کرام اور ماہرین معیشت دونوں شامل تھے۔ لہٰذا نظری سطح پر علماء و ماہرین نے حکومت کو غیر سودی معیشت کے نظام کے لئے رہنمائی فراہم کر دی ہے۔

جہاں تک غیر سودی معیشت کے نظام کے عملی نفاذ کا تعلق ہے تو یہ کام حکومت کے زیرِ نگرانی ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس کی حسبِ ذیل وجوہات ہیں:

i - اگر سرکاری سرپرستی میں سودی نظام جاری رہے اور غیر سرکاری طور پر غیر سودی نظامِ معیشت کو چلانے کی کوشش کی جائے تو یہ تجربہ ناکام ہو جائے گا۔ غیر سودی معیشت میں نفع کے ساتھ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے، لہٰذا عوام کی اکثریت کے سرمائے کا رخ سودی معیشت کی طرف ہی ہوگا اور غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والا غیر سودی نظام ناکام ہو جائے گا۔

ii - عوام الناس کی اکثریت سرکاری نگرانی میں قائم نظام پر اپنے سرمائے کی حفاظت کے حوالے سے زیادہ اعتماد کرتی ہے۔ غیر سرکاری مالیاتی کمپنیوں نے ماضی میں عوام کے

اعتماد کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔ لہٰذا اب غیر سرکاری طور پر کسی مالیاتی نظام کو چلانا تقریباً ناممکن ہے۔

iii - حکومت ہی کے اختیار میں وہ تمام وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعہ خیانت اور دھوکہ دہی کی کوششوں کو روکا جاسکتا ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لاکر سزا دی جاسکتی ہے۔

iv - سود کا انسداد از روئے قرآن وسنت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لہٰذا حکومت اس کی ذمہ داری صرف علمائے کرام پر نہیں ڈال سکتی۔ دستور پاکستان کی دفعہ 37 حکومتِ پاکستان کو پابند کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کی معیشت کو سود سے پاک کرے۔ جب ملک میں دیگر تمام اجتماعی نظام' حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں غیر سودی معیشت کا نظام بھی نافذ کرے۔

بارھواں اعتراض :

جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔

جواب :

یہ بات درست ہے کہ احکاماتِ شریعت پر عمل ' خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں جب بھی احکاماتِ شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقویٰ کی تلقین کی جاتی ہے۔ البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقویٰ پیدا کرنے کی اولین ذمہ داری حکومت کی ہے۔ سورۂ حج آیت 41 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اگر ہم اُن (اہلِ ایمان) کو زمین میں حکومت عطا کردیں تو وہ نماز قائم کریں گے' زکوٰۃ ادا کریں گے' نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے''

جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے

والی نئی نئی اسکیموں کی نشر و اشاعت کررہی ہو تو افراد میں ایمان و تقویٰ کیسے پیدا ہوگا۔ ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اور باغی نہیں بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لاعلمی ہے۔ اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں احکاماتِ شریعت، ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خدا خوفی اور دین داری پیدا ہوگی اور معیشت سمیت ہر شعبہ میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہوگی۔

تیرھواں اعتراض :

سود اصل میں افراطِ زر (Inflation) کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) میں کمی کی تلافی کا ذریعہ ہے۔

جواب :

دراصل افراطِ زر کی بنیادی وجہ بھی سود ہی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ سود ہی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ اور لوگوں کی قوتِ خرید میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پھر یہ سود ہی ہے جو سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرکے اشیاء کی پیدائش (Production) پر قدغن لگاتا ہے جس سے رسد (Supply) میں کمی آتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ سود کے خاتمے کے بغیر افراطِ زر کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔

بعض ماہرین کی رائے تھی کہ عمومی اضافے (General Indexation) کے ذریعہ افراطِ زر کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جن ملکوں نے افراطِ زر کا علاج عمومی اضافے (General Indexation) میں سمجھا انہیں کامیابی تو نہ ملی مگر افراطِ زر میں اور اضافہ ہی ہوا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ افراطِ زر صرف قرض خواہ کو متاثر نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے دیگر افراد

کو بھی متأثر کرتا ہے۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ تمام متأثرین کو تحفظ دیا جائے۔ لیکن اعتراض کرنے والے صرف سود خور سرمایہ داروں کے مفادات کا رونا روتے ہیں۔ پھر سوچنے کی بات ہے کہ کیا افراطِ زر مقروض کے کسی عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ سود لے کر اسے ہی سزا دی جائے؟

روپے کی قدر میں کمی کا سہارا لے کر جو لوگ سود خوری کا جواز فراہم کرتے ہیں کیا وہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب قیمتوں میں کمی واقع ہو جائے تو قرض دار سے کم رقم وصول کریں ؟

بلا سود قرض دینا ہمارے دین میں ایک نیکی ہے اور اگر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے قرض خواہ کو نقصان ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا بھی اجر ملے گا۔ البتہ اگر قرض خواہ روپے کی قدر میں کمی کے نقصان سے بچنا چاہتا ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ قرض' روپے کے بجائے کسی جنس مثلاً سونے یا چاندی کی صورت میں دے دیا جائے۔

عالمی مالیاتی نظام کے ذریعہ پوری دنیا کو اپنے شکنجہ میں جکڑ لینے کی
یہودی سازشوں کی ہوش رُبا داستان

قرضوں کی جنگ

The Money Masters

نامی ویڈیو فلم سے ماخوذ انگریزی زبان میں شائع ہونے والی کتاب کا اُردو ترجمہ

ترجمہ : کرنل (ر) ڈاکٹر محمد ایوب خان

ترتیب و تسوید : سردار اعوان

مکتبہ انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی سے طلب فرمائیں

لا ئحۂ عمل

عوام الناس کے لئے لائحۂ عمل :

1- سودی معاملات میں براہِ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہِ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔ بینک اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرز استعمال کریں۔ سودی قرض لے کر کسی کاروبار، تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لئے سودی قرض نہ لیں۔

2 - اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جا رہا ہے، اس کا کفارہ ادا کرنے کے لئے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ :

i - عوام الناس کو سود کی حُرمت ، خباثتوں سے آگاہ کریں اور اس حوالے سے ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

ii - کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہو۔ اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتدبہ تعداد میسر آ جائے، منظّم احتجاج، سول نافرمانی اور اہم شاہراؤں اور حکومتی اداروں کا پُرامن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمہ پر مجبور کر دیا جائے۔ سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ایک عوامی انقلابی تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔

حکومت کے لئے لائحۂ عمل :

(الف) - اصولی اقدامات :

1- حکومت پاکستان سود سے متعلق سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو برقرار رکھنے کے لئے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرے اور ملک سے سودی نظام کو ختم کرنے کے لئے مناسب مہلت حاصل کرلے۔

2- دستورِ پاکستان سے وہ جملہ ترامیم فوری طور پر ختم کردی جائیں جو بلاسودی معیشت کے قیام کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔

3- ''کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی'' کو موثر اور فعال بنایا جائے، حسبِ ضرورت اس میں مزید ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور اب تک مختلف کمیٹیوں نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لئے جو سفارشات دی ہیں، ان کی روشنی میں عملی اقدامات کیے جائیں۔

4- ربا کی حرمت، اس کی خباثت اور اس حوالے سے اشکالات کے جوابات کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ ؐ اور عقلی دلائل کی روشنی میں جملہ ذرائع و ابلاغ کے ذریعے نشر کیا جائے تاکہ لوگ سود کو چھوڑنے اور اس سلسلہ میں کسی فوری منفعت کے نقصان کو برداشت کرنے کے لئے ذہناً و قلباً آمادہ ہوسکیں۔

5- سرمائے یا نقد پر ربا کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جاسکتا جب تک زراعت کو بھی ربا سے پاک نہ کردیا جائے۔ لہٰذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمہ کے لئے بھی اقدامات کیے جائیں۔

(ب) فوری عملی اقدامات :

1- صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں پر سود فوری طور پر ختم کردیا جائے اس لئے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر مجملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

2- نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا، ریلوے، PTC وغیرہ کو جو قرضے حکومت نے دیے ہیں انہیں فوری طور پر ایکویٹی میں تبدیل کردیا جائے۔

3- حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے کھاتوں، بانڈز، سرٹیفکیٹس اور سیکیورٹیز وغیرہ پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر (principal) کی ادائیگی کے لئے مناسب لائحۂ عمل کا اعلان کیا جائے۔

4- سرکاری ملازمین کو مکان، کار یا موٹر سائیکل کی خرید کے لئے دیے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور پراویڈینٹ فنڈ (GPF) پر سود دینے کو فوراً ساقط کردیا جائے۔

5- بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے Debt- Equity Swap کا طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے (اس طریقہ میں غیر ملکی حکومتوں/اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں جس کے لئے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زرمبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لئے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔

6- تجارتی بینکوں کے لئے اجازت ہو کہ وہ real investment اور trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کرسکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

7- اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص (shares) کی صرف حقیقی خرید و فروخت (real trading) کی اجازت دی جائے۔

8- بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے

مرکزی انجمن خدّام القرآن، لاہور کی شائع کردہ کُتب

اسلام کا معاشی نظام

مؤلف: ڈاکٹر اسرار احمد

اسلام میں عدل اجتماعی کی اہمیت اور موجودہ جاگیر داری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمے کی صورت

مؤلف: ڈاکٹر اسرار احمد

مسئلہ سود اور غیر سودی مالیات

مؤلف: محمد اکرم خان

مروّجہ نظامِ زمینداری اور اسلام

مؤلف: مولانا محمد طاسین

مسئلۂ ملکیتِ زمین اور اسلام

مؤلف: چودھری صادق علی

مکتبہ انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی سے طلب فرمائیں

دیگر شہروں میں دفاتر کے پتے

1- **اسلام آباد**: کان نمبر20، گلی نمبر1، فیض آباد ہاؤسنگ اسکیم، نزد فلائی اوور برج 1-8/4
فون (051)4434438 فیکس (051)4435430
ای میل islamabad@tanzeem.org

2- **لاہور**: A-67، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
فون 6316638 - 6366638 (042) فیکس 6305110 (042)
ای میل lahore@tanzeem.org

3- **پشاور**: 18-A، ناصر مینشن، شوبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2، پشاور
فون/فیکس 214495 (091)

4- **کوئٹہ**: 28 سید بلڈنگ، بالمقابل پبلک ہیلتھ اسکول، جناح روڈ فون (081)842969

5- **سکھر**: A-7، ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ، سکھر فون 30641 (071)

6- **آزاد کشمیر**: حُسین کمپیوٹر، ریڈیو اسٹیشن چوک، نیلم روڈ، مظفر آباد، آزاد جموں و کشمیر
فون 45885 (05881) ای میل tahirsaleem@hotmail.com

7- **فیصل آباد**: P-157، صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ، فیصل آباد
فون/فیکس: 624290 (041)

8- **ملتان**: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، ملتان فون/فیکس 521070 (061)

9- **گوجرانوالہ**: خواجہ بلڈنگ، بیرون ایمن آبادی گیٹ، نزد شیرانوالہ باغ
فون: 271673 (0431)

10- **گجرات**: جلال پور جٹّاں روڈ، بالمقابل تھانہ سول لائنز (گرین ٹاؤن)
فون: 514711 (04331)

11- **سرگودھا** : A-695، سیٹلا ئیٹ ٹاؤن، سرگودھا

فون: 714654 - 221561 (0451) فیکس: 214042 (0451)

12- **سیالکوٹ** : ماڈرن بک ڈپو، سیالکوٹ کینٹ

فون: 272829 - 261184 (0432)

13- **میانوالی**: حافظ بک ڈپو اینڈ جنرل اسٹور پی۔اے۔ایف روڈ، میانوالی

فون: 30152 (0459)

14- **جھنگ** : مکان نمبر B-XII-1088/I، محلّہ چمن پورہ، جھنگ صدر

فون: 620637 (0471) فیکس: 614220 (0471)

15- **ہارون آباد**: رمضان اینڈ کمپنی، غلّہ منڈی، ہارون آباد فون: 53738 (0575)

16- **نوشہرہ**: آفس نمبر 4، دوسری منزل، کنٹونمنٹ پلازہ، نزد بس اسٹینڈ

فون: 610250(0923) فیکس: 613532(0923)

ای میل: nowshera@tanzeem.org

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

کی معرکۃ الآراء تقاریر کا مجوعہ

خطباتِ خلافت

جس میں حسبِ ذیل نکات کی وضاحت کی گئی ہے

- خلافت کی اصل حقیقت اور اس کا پس منظر
- عہدِ حاضر میں خلافت کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کا خاکہ
- نظامِ خلافت کے قیام کے لئے سیرۃ النبی ﷺ سے ماخوذ طریقۂ کار

مکتبہ انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی سے طلب فرمائیں